مومن خاں مومن

مومن نے یوں تو بہت سے اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے لیکن ان کی شہرت ان کی غزلوں کی وجہ سے ہے جہاں حسن وعشق کا ایک نگارخانہ آباد نظر آتا ہے۔ یہ غزلیں اپنے بانکپن، شگفتگی اور رنگینی کے اعتبار سے ایک سدابہار عظمت کی حامل ہیں۔ مومن نے غزل کی روایات کو بڑی کامیابی کے ساتھ ہر جگہ برقرار رکھا ہے۔ اس کے خدوخال بڑے دلکش انداز میں ابھارے ہیں۔ ان کی غزلوں میں ہر جگہ ایک صحتمند زاویۂ نظر دکھائی دیتا ہے۔ فکروفن کا اتنا حسین امتزاج ہمیں کم ہی کسی شاعر کے یہاں نظر آتا ہے۔

مومن کی غزلوں کا موضوع حسن وعشق ہے۔ انہوں نے محبت کی مختلف کیفیات، واردات اور گوناگوں تجربات کا جس کامیابی کے ساتھ تجزیہ کیا ہے اس کی مثال غالب کے سوا کسی شاعر کے یہاں شاید ہی مل سکے۔ ان کی غزلوں کا یہ رنگ شروع سے آخر تک قائم رہا۔ مومن کی پوری شخصیت محبت کے رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے اور ان کی غزلیں ان کی شخصیت کا بھرپور اظہار ہیں۔ انہوں نے حسن وعشق سے متعلق اپنے عملی تجربہ کو غزلوں میں اس طرح سمویا کہ اس فرسودہ اور محدود موضوع میں جدت اور ہمہ گیری پیدا ہوگئی ہے۔ معاملات حسن وعشق کی کارفرمائیاں ملاحظہ ہوں۔

غیروں کے ہمراہ وہ آتا ہے میں حیران ہوں
کس کے استقبال کو جی تن سے میرا جائے ہے

محفل میں مرے نام کے آتے ہی اٹھے وہ — بدنامی عشاق کا اعجاز دیکھو
میں اپنی چشم شوق کو الزام خاک دوں — تیری نگاہ شرم سے کیا کچھ عیاں نہیں

REDMI NOTE 8
AI QUAD CAMERA

شب تم بزم غیر میں آنکھیں چرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے

مومن کی غزلوں میں جو چیز ہمیں سب سے پہلے متاثر کرتی ہے وہ خلوص وصداقت ہے۔ مومن نے جو باتیں کہی ہیں وہ آسمانی اور ماورائی نہیں بلکہ اسی زمین کی باتیں ہیں اس لئے کسی کو اجنبی اور نامانوس نہیں معلوم ہوتیں۔ پھر مومن نے عام شعری روایات کے برخلاف اشاروں اور کنایوں میں اپنی بات کہنے کے بجائے براہ راست صاف لفظوں میں اپنی باتیں کہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں ان کی غزلوں میں گل وبلبل، شمع و پروانہ اور قیس ولیلی جیسے روایتی الفاظ کم نظر آتے ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے نئے نئے تجربات کئے ہیں۔ اور نئے نئے اسلوب نکالے ہیں جس سے ان کی غزلوں میں ایک اچھوتی فضا کا احساس ہوتا ہے۔

وصل کی شب شام سے میں سو گیا　　جاگنا ہجراں کا بلا ہو گیا

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا　　میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
محفل میں تم اغیار کو دزدیدہ نظر سے　　منظور ہے پنہاں نہ رہے راز تو دیکھو

مومن کی غزلیں زندگی کے تاریک پہلو کے بجائے روشن پہلو کی ترجمان ہیں۔ ان میں زندگی سے بھرپور ایک نشاطیہ آہنگ ملتا ہے۔ لیکن ان کا یہ نشاطیہ لہجہ کبھی فاشی وابتذال کی سرحدوں کو نہیں چھوتا۔ اس سلسلے میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

کیا جلوے یاد آئے کہ اپنی خبر نہیں　　بے بادہ مست ہوں میں شب ماہتاب میں
آنکھوں سے حیا ٹپکے ہے انداز تو دیکھو　　ہے بوالہوسوں پہ ستم ناز تو دیکھو
اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک　　شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

مومن کی زیادہ تر غزلوں میں نشاطیہ آہنگ ملتا ہے لیکن کہیں کہیں ایسے اشعار بھی نظر آتے ہیں جن میں میر کے خلوص بے پایاں اور شوق فراواں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

خواہش مرگ ہو اتنا نہ ستانا ورنہ　　دل میں پھر تیرے سوا اور بھی ارماں ہونگے
ہم بھی کچھ خوش نہیں وفا کر کے　　تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی

میرے آنسو نہ پوچھنا دیکھو کہیں دامان تر نہ ہو جائے
صبح عشرت ہے وہ نہ شام وصال ہائے کیا ہو گیا زمانے کو

مومن کی غزلوں کا حسن جہاں ان کے حسن تخیل، جمالیاتی احساس اور رعنائی فکر و نظر کا رہین منت ہے وہیں ان کے اسلوب کی ندرت، شاداب لہجے اور فنی رچاؤ نے ان کی شاعری کو عظمت بخشنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مومن عام اور سادہ سی بات کو بھی اتنے حسین اور شگفتہ انداز میں کہتے ہیں کہ فرسودہ خیالات میں بھی ایک حسن نظر آنے لگتا ہے۔ مومن نے اس سلسلے میں مختلف وسائل کا سہارا لیا ہے کہیں وہ اشاروں اور کنایوں کی مدد سے الفاظ کو نئی معنویت بخشتے ہیں۔ اور کہیں پر پیچ انداز بیان کا سہارا لے کر اپنے اشعار میں نئے پہلو پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تمام وسیلے مومن کی حسن پسند فطرت کے سرچشمے سے پھوٹے ہیں اس لئے ہمیں ان کی شعری فضا میں ہمیشہ ایک شگفتگی، شیرینی اور شادابی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

فکر مآل سے مے و شاہد رہے عزیز پیری میں موت یاد تھی، پیری شباب میں

توبہ گنہ عشق سے فرمائے ہے واعظ
یہ بھی کہیں دل دے کے گنہگار ہوا ہے

ہوں کیوں نہ محو حیرت نیرنگ ہائے شوق
جو دل میں شعلہ تھا وہی آنکھوں میں آب تھا

مومن نے اپنے طرز ادا کو موثر بنانے میں طنز سے بڑا کام لیا ہے۔ مومن کے طنز میں چھیڑ چھاڑ اور البیلا پن ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بجھی بجھی سی پر سوز کیفیت کا بھی احساس ہوتا ہے جس سے اس طنز کی نشتریت اور اثر انگیزی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ لیکن مومن کے طنز کی تیزی اور زہرناکی تیز نہیں ہوتی بلکہ اس میں ایک نرمی اور کسک ہوتی ہے جس سے مومن کی غزل ایک خاصے کی چیز بن جاتی ہے۔

میرے آنسو نہ پوچھنا ورنہ کہیں دامان تر نہ ہو جائے
رشک دشمن بہانہ ہے سچ ہے میں نے ہی تجھ سے بے وفائی کی

تم نے اچھا کیا، نباہ نہ کی　　میں بھی کچھ خوش نہیں وفا کر کے

مومنؔ انسانی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ حسن و عشق کی مزاجی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ لہذا وہ اپنی شاعری میں نئے نئے حربے استعمال کر کے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں۔ کبھی بڑی معصومیت کے ساتھ محبوب یا رقیب کی خیر خواہی کی باتیں کرتے ہیں لیکن دراصل اس میں خود اپنا مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس انداز کو ضیاؔء بدایونی نے 'مکر شاعرانہ' کا نام دیا ہے۔

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزہ غماز دیکھنا

جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ میں　　ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا

مومنؔ کے اسلوب کو سنوارنے اور نکھارنے میں مومن کی زبان دانی اور لفظیات سے واقفیت کا بڑا ہاتھ ہے۔ انہیں نئی نئی ترکیبوں کے استعمال میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کی تشبیہات و استعارات میں ان کے جمالیاتی احساس کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔

مومنؔ کی غزلیں اردو شاعری کا بہترین ورثہ ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مومن کی شاعری کا موضوع محدود ہے۔ وہ اپنی گرمی، گداز اور روشنی کے باوجود اپنی نازک خیالی اور جدت پسندی کے ذریعہ آل احمد سرور کے لفظوں میں ''نقش نگینے بنا سکتی ہے مگر اہرام مصر تو درکنار تاج محل بھی تیار نہیں کر سکتی''۔ علاوہ ازیں تعقید لفظی اور کثرت محذوفات کی وجہ سے ان کے اشعار کبھی کبھی چیستاں بن جاتے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنے مخصوص شاداب اور نشاطیہ لہجے، فنی رچاؤ اور اپنے صحتمند تصور عشق اور انسانی احساسات و نفسیات کے تجزیہ سے اپنی غزلوں میں جس طرح ہمہ گیری اور آفاقیت پیدا کرتے ہیں وہ ان کی غزلوں کو زندہ رکھنے کے لئے کافی ہے۔

☆☆☆